ہمارے ہندوستانی مسلمان

مصنّف :



ڈبلیو۔ڈبلیو۔ہنٹر۔ ایل ایل ڈی، آئی سی ایس (بنگال)

مُترجم :

ڈاکٹر صادق حسین، ایم، بی، بی، ایس

ہمارے ہندوستانی مسلمان

ہنٹر

کیا وہ اپنے ضمیر کے مطابق ملکہ کے خلاف بغاوت کرنے پر مجبور ہیں؟

◎

—— : مصنّف : ——

ڈبلیو۔ڈبلیو۔ہنٹر۔ایل ایل ڈی، آئی سی ایس (بنگال)

◎

—— : مُترجم : ——

ڈاکٹر صادق حسین، ایم، بی، بی ایس

مکی دارالکتب ◎ ۵۔ یوسف مارکیٹ
غزنی سٹریٹ
اردو بازار
لاہور

حوالہ نمبر۔م۔د/97۔ 33/0(

کتاب	☆	ہمارے ہندوستانی مسلمان
مصنف	☆	ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر
اہتمام	☆	محمد عباس شاد
ناشر	☆	قاری محبوب الرحمان انور
اشاعت	☆	اپریل 1997ء
مطبع	☆	حاجی حنیف اینڈ سنز لاہور
قیمت	☆	-/120

ہندوستان کے سب سے بڑے مسلمان بادشاہ کے خلاف بغاوت کا فتویٰ شائع ہوا تھا۔ اسی سے ایک ایسا عالم بھی پیدا کر دیا۔ جس کا فتویٰ انگریزی حکومت کے خلاف بغاوت کو سختی سے منع کرتا ہے[1]۔

میں چاہتا ہوں کہ یہاں اس سوال کے مختلف نتائج کو بالاختصار بیان کروں جس پر مسلمانوں کے دو بڑے فرقے شیعہ و سنی گزشتہ چند مہینوں میں پہنچ سکے ہیں۔

شیعہ حضرات نے حسب عادت ایک مومن کے لئے ملکہ کے خلاف فرائض جہاد کے متعلق دوسرے امور کی طرح ایک بالکل ہی نئی راہ اختیار کی ہے یہ اس جماعت کے خیالات ہیں جس کی تعداد ہندوستان میں بہت ہی کم ہے اور جس نے متعصب مسلمان حکمرانوں کے ماتحت ایسی ایسی اذیتیں اٹھائیں جو کسی برطانوی حکمران کے ماتحت کبھی ممکن نہ تھیں۔ انہوں نے جہاد کے مضمون پر کچھ دن ہوئے ایک چھوٹا سا رسالہ فارسی زبان میں شائع کیا تھا۔ گو سینوں کے نزدیک جو ہندوستانی مسلمانوں کا 9/10 حصہ ہیں اس رسالے کی کوئی وقعت نہیں۔ بہرکیف یہ فیصلہ چونکہ ایک جید اور مستند شیعہ عالم کا ہے اور اسے جماعت کے دوسرے علماء کی صلاح و مشورے سے لکھا گیا اس لئے اس کا ذکر کرنا ضروری تھا۔ شیعوں کی تعداد اگرچہ بہت زیادہ نہیں بایں ہمہ انہوں نے ہندوستان کی تاریخ میں بہت سے نامور پیدا کئے۔ پھر یہ جو چار سال سے ہر ضلع میں بغاوت[2] کی فرضیت پر بحث ہو رہی ہے اس میں بھی ان کی آواز کچھ کم بے اثر نہیں۔

شیعہ مذہب کا بنیادی عقیدہ بارہ اماموں پر ایمان لانا ہے جو رسول خدا کے امامی جانشین ہیں لیکن اس سلسلہ کی تکمیل کے لئے ایک امام کی آمد باقی ہے جو ابھی تک ان گنہگار دنیاداروں کی نظروں سے پوشیدہ ہے جب تک اس کا ظہور نہیں ہو جاتا دنیا بدستور مصیبت اور تکالیف میں مبتلا رہے گی اور شیعوں کو بے دین سینوں' عیسائیوں اور دیگر لامذہبوں کے ہاتھوں طرح طرح کی اذیتیں پہنچتی رہیں گی۔ آخر جب امام موعود کا ظہور ہو گا تو اس وقت تمام خرابیوں کی اصلاح ہو جائے گی اور ساری دنیا اس خدائی مذہب کو قبول کر لے گی۔

1۔ مولوی کرامت علی کا لیکچر جو انہوں نے 23 نومبر 1870ء کو محمڈن لٹریری سوسائٹی میں پڑھا۔ 2۔ لفظ جہاد کا مفہوم جو شیعہ فرقہ سمجھتا ہے منشی امیر علی خاں بہادر کلکتہ 1871ء

چنانچہ شیعوں کا یہ رسالہ بحث جہاد کے ضمن میں آگے چل کر کہتا ہے کہ اس وقت تک کسی قسم کی انسانی جدوجہد بغاوت یا جنگ اس عظیم الشان مقصد کے حصول میں بے سود رہے گی۔ اس رسالہ کے نزدیک ہر وہ شخص بدعتی ہے جو اس عقیدہ سے اتفاق نہیں کرتا۔ آج کل بعض بیوقوف اور شورش پسند اشخاص جنہیں آنحضرت ﷺ کی تعلیم[1] سے بالکل درک نہیں اور حقیقت سے واقف نہیں۔ محض فضول خواہشات کی بنا پر ایک ابلہانہ طریقہ سے فرائض جہاد اور اس کے معنی و مفہوم سے بحث کر رہے ہیں۔ ہندوستان میں اسلام کے دو فرقے راسخ العقیدہ ہیں۔ ایک شیعہ اور دوسرے سنی۔ مسلمانوں کے باقی فرقے خواہ وہ اپنے آپ کو وہابی کہتے ہیں یا رافضی' راہ راست سے بھٹکے ہوئے اور اس لئے ناقابل اعتماد ہیں۔ رسالہ مذکور میں لفظ جہاد[2] کے تین معنے بتلائے گئے ہیں اور پھر اس کے لئے سات شرطیں مقرر کی گئی ہیں جن کے اتمام پر جہاد کفار سے مذہبی جنگ کے معنوں میں جائز ہو جاتا ہے۔ اول جبکہ سچا امام موجود ہو اور وہ اس کی اجازت دے۔ دوسرے جب سامان حرب اور آزمودہ جنگ جو "کملا" تیار ہوں۔ تیسرے جب اسے باغیوں اور خدا کے دشمنوں کے خلاف اختیار کیا جائے۔ چوتھے جو امیر جہاد عقل سلیم رکھتا ہو۔ پاگل نہ ہو نہ اس کے ہوش و حواس میں کوئی فرق آیا ہو۔ اسے بیمار بھی نہیں ہونا چاہیے۔ نہ اندھا نہ لنگڑا۔ پانچویں یہ کہ وہ اپنے والدین سے اس کی اجازت حاصل کر چکا ہو۔ چھٹے یہ کہ وہ مقروض نہ ہو اور ساتویں اس کے پاس اتنا مال ہو کہ زادراہ اور اپنے خاندان کی روزی کا کفیل ہو سکے۔

ملکہ کے خلاف جنگ کرنے کی معقولیت سے قطع نظر اور اس جنگ میں فتح و شکست کے مواقع سے اعتنا نہ کرتے ہوئے بھی شیعوں کے نزدیک جہاد کے لئے امام کا موجود ہونا لازمی ہے لیکن اس امام من اللہ نے آج تک فانی انسانوں کی نظروں سے پوشیدگی اختیار کر رکھی ہے اور اس بات پر رضامند ہی نہیں ہوتے کہ ظاہر ہو کر دینداروں کی فوج کی قیادت کریں۔ لہٰذا ان کے ظہور تک جہاد کی کوشش بھی گناہ اور گستاخی میں داخل ہے۔

1۔ شریعت　2۔ جہاد معنی فلاح۔ خدا کی حمد و ثنا (ب) جہاد بالنفس امارہ۔ خواہشات کو قابو میں لانا اور ان کو عقل کے ماتحت رکھنا تاکہ ان کو ٹھیک راستہ پر لگائے۔ گناہ سے بچائے اور وقت کو فضول ضائع نہ کرے۔ (ج) جہاد فی الدین کافروں کے خلاف جنگ۔

رسالہ مذکور میں صاف صاف لکھا ہے کہ امام معصوم کب ظاہر ہوگا۔ اس کا علم سوائے خدائے علیم کے اور کسی کو نہیں۔ اس امام کی ذاتی قیادت کے بغیر خونریزی کرنا شیعہ عقائد کے خلاف ہے' جو شخص امام کے خدائی حکم کے بغیر خروج کرتا ہے وہ باغی اور گنہگار ہے۔

یہ آخری فقرہ ایک طرح سے سنیوں پر چوٹ ہے کیونکہ انہوں نے سچے امام کی عدم موجودگی میں کئی بار جہاد کا اعلان کیا۔ شیعوں کو ان سے بہت سی ایذاؤں اور شہداء کا انتقام لینا ہے پھر چبھتا ہوا فقرہ کہ آخرکار تمام دنیا مسلمان ہو جائے گی ظاہرا" بڑا معصومانہ اور دیندار خواہش پر مبنی ہے لیکن فرقہ ثانی کے لئے حقیقتہ" بہت ہی تکلیف دہ۔ ہندوستان کے شیعہ و سنی دونوں کا غلبہ دین پر ایمان ہے۔ مگر اس میں تھوڑا اختلاف بھی ہے۔ سنیوں کا ایمان ہے کہ رسول اللہ کے جملہ احکام کی کاملا" پیروی کرتے ہوئے ساری دنیا کو اسلام کا مطیع کر لیں گے برعکس اس کے شیعہ کا عقیدہ ہے کہ یہ سعید گھڑی دنیا کے دو بڑے مذاہب یعنی اسلام اور عیسائیت کے باہم مدغم ہونے سے رونما ہوگی۔ آخری زمانے میں تمام دنیا کا ایک ہی مذہب پر قائم ہو جانے کا خواب ہر اچھے مذہب نے دیکھا ہے۔ ہندوؤں میں بھی آئندہ واقعات کے متعلق ایک کتاب[1] ہے جس میں یہ پیشگوئی ہے کہ ایک ایسا وقت آئے گا جب تمام انسانوں کا ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی ذات وشنو۔ پران میں بھی جو ہندومت کی بدھ مت پر فتح کے وقت تصنیف ہوا۔ یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ عہد آئینی کے آخر میں جس میں ہم پہنچ چکے ہیں انسانوں کی نجات ان کے مذہب یا ان کی خوبی اعمال پر ہوگی۔ شیعہ مسلمانوں کے یہاں بھی ایک ایسا ہی باسعادت وقت مقرر ہے مگر یہ عیسائیوں کے ساتھ جو سب کے سب شیعہ ہو جائیں گے باہمی اتحاد کے بعد رونما ہوگا۔ یہ وقت غالبا" بے دین سنیوں کا خون بہانے کے بعد آئے گا۔ کیونکہ وہ اول اول امام آخرالزمان کو ماننے سے انکار کر دیں گے۔ آگے چل کر اس رسالہ میں لکھا ہے کہ اسلامی قوانین میں صاف صاف مرقوم ہے کہ جب یہ امام ظاہر ہوگا تو اس وقت حضرت عیسیٰ بھی چوتھے آسمان پر نازل ہو جائیں گے۔ نیز یہ کہ ان دونوں عظیم الشان ہستیوں میں دشمنی نہیں بلکہ دوستی ہوگی۔

[1] بھاؤیش پورنا

بہرحال اس بات کا علم تسلی بخش ہے کہ ہماری مسلمان رعایا کا ایک چھوٹا سا طبقہ اپنے مذہب کے بنیادی اصولوں کی رو سے ملک کے خلاف بغاوت کرنے پر مجبور نہیں۔ دوسرے مسلمان کچھ بھی کریں۔ ہندوستان کے معدودے چند شیعہ مسلمانوں کا اعلان ہے کہ وہ کبھی بھی اپنی طاقت کے بل بوتے پر ہمارے سامنے قتل یا غلامی کی شرمناک صورتیں پیش نہیں کر سکتے۔ یہ وعدے تو بیشک اس قابل ہیں کہ ان پر خوشی کا اظہار کیا جائے لیکن میں اس بات کو فراموش نہیں کر سکتا کہ تقیہ شیعوں کے اصول دین میں داخل ہے جس سے ہر وہ معاہدہ جو یہ حضرات ہم کافروں سے کریں مستحکم ہونے کی بجائے کمزور ہو جاتا ہے۔ ایران کے سوا شیعہ دنیا کے ہر حصے میں مظلومانہ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ دوسرے مظلوم فرقوں کی طرح انہوں نے بھی اجتہاد کا ایک ایسا طریقہ ایجاد کر رکھا ہے جس سے وہ اپنی جانوں کو بچا سکیں۔ خواہ ایک اجنبی کے سامنے انہیں اپنے دین سے دست برداری کیوں نہ اختیار کرنی پڑے جب سنی مسلمان ان کو مصیبت میں مبتلا کر دیتے ہیں تو شیعہ اپنی مذہبی خصوصیات کو فوراً" ترک کر دیتے ہیں۔ بعض سخت مصیبتوں میں جیسا کہ پچھلے دنوں شام اور وقتاً" فوقتاً" ہندوستان میں پیش آتی رہیں انہوں نے اصول تقیہ کے ماتحت اپنے عزیز ترین اصولوں کو خیرباد کہہ دیا حتیٰ کہ بارہ اماموں کو گالیاں دینے لگے لیکن انگریزی حکومت کے ماتحت ان کو ان مظالم سے نجات مل چکی ہے اور اس لئے اس بیوفائی کا خطرہ بھی نہیں رہا جو ان مظالم کا قدرتی نتیجہ ہے۔ بغاوت کے غیر ضروری ہونے پر ان کا اعلان بغیر کسی دباؤ کے واقع ہوا اور یہ بات نہایت ہی خوب ہے کہ ایسا اعلان باضابطہ طور پر تحریر میں آ گیا۔ اس دستاویز پر مستند اور قابل اعتماد شیعہ علما کی مہریں ثبت ہیں اور یہ پورا فرقہ اس پر ہمیشہ عمل کرنے کے لئے مجبور ہے۔ اس قسم کے باقاعدہ وعدوں کے بغیر بھی وہ قدرتاً" وفادار ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اگر ہندو یا کسی دوسرے مسلمان فرقے نے ہندوستان میں اقتدار حاصل کر لیا تو شیعوں کے لئے پھر وہی مصیبت کے دن شروع ہو جائیں گے۔ سنی مسلمان اپنی تمنمدی کے وقت اس فتویٰ کو فراموش نہیں کریں گے جو سابق شاہ اودھ کے محل سے شائع ہوا تھا اور جس میں لکھا تھا کہ اسلام کو آخری فتح مسلمانوں اور عیسائیوں کے اتحاد سے حاصل ہو گی۔ لہٰذا اس خلش کی یاد جو اس شیعہ رسالہ سے ان کے وہابی اور سنی ہم وطنوں کے دلوں میں پیدا ہو جائے گی۔ سابق بادشاہ اور اس کے فریق کی وفاداری کو جس کا اسے نمائندہ تصور کرنا چاہئے۔ چار چاند لگا دے گی۔

اب میں مسلمانوں کے دوسرے بڑے فرقے کے باقاعدہ فتوؤں کا ذکر کرتا ہوں۔